



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جولائی 1996ء شمارہ نمبر 27 میں آپ کا ایک فتویٰ شائع ہوا تھا جس میں آپ نے بیعت کو بدعت قرار دیا ہے اب نہ تو کسی نبی آتا ہے اور نہ اب کوئی خلیفہ ہے آج کے دور ناگوار میں ایک اکیلا آدمی برائیوں کے طوفان 19 ان کے سامنے کیسے سینہ تان کے کھڑا ہو سکتا ہے؟ اس کے لیے ایک بڑی جماعت کی ضرورت ہے جو کہ برائیوں کی روک تھام کر سکے کسی جماعت میں امیر جماعت کی بیعت کے بغیر ڈسپلن قائم ہونا ممکن نہیں تنظیم اسلامی کا ڈسپلن بیعت امیر پر قائم ہے اگر بیعت بدعت ہے پھر تو دنیا میں اسلام کبھی نہیں آسکتا اس کے علاوہ شاہ اسماعیل شہید نے بھی سید احمد شہید کی بیعت کی تھی۔ اس لیے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ جواب دیں کہ پھر بیعت کے بغیر (جو کہ آپ کے فتویٰ کی روشنی میں بدعت ہے) ایک اکیلا آدمی کیا کرے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

جوابا عرض ہے کہ ایک سوال کے جواب میں میں نے مطلق بیعت کو بدعت قرار نہیں دیا تھا بلکہ پیری مریدی اور حنبلی اسراری مروجہ بیعت کو بدعت قرار دیا تھا شریعت میں اس کا کوئی وجود نہیں۔

جہاں تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم مقام حیثیت خلیفہ کی بیعت کا تعلق ہے سو یہ برحق ہے بطور مثال میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ آج کے دور انحطاط میں سعودی سربراہ حکومت کی بیعت ممکن ہے کیوں کہ وہاں کسی نہ کسی انداز میں شریعت الہیہ کا نفاذ ہے جزیرہ عرب میں جب ملک عبد العزیز حکومت پر متمکن ہوئے تو اس زمانہ میں ہندوستان کے کئی ایک اہل علم ان سے بیعت ہوئے تھے اس بات کا تذکرہ بالصریح سعودی تاریخ میں موجود ہے باقی شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے جو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی تھی تو یہ بحیثیت حاکم تھی اس کے عملی طور پر تاریخ شاہد ہے اس کے انکار کی چنداں گنجائش نہیں تاہم بلاشبہ ہمارے ہاں بعض مدعیان عمل بالحدیث پیری مریدی جیسی بیعت کے تسابلات کا شکار ہیں لیکن اس کو جواز کی دلیل بنا کر پیش کرنا کسی طور صحیح نہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول (الاعتصام فی ذم البدع 1/33) للشاطبی) مشور ہے "جو شے عہد نبوت میں دین تھی وہ آج بھی دین ہے اور جو اس وقت دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی اور شخص دین میں بدعت لہجہ دکرنا ہے دراصل اس کا زعم باطل یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام رسانی میں خیانت کی ہے۔" جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْصَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمِهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ ۳ ... سورة المائدة

نیز فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ ۱۷ ... سورة المائدة

پھر گناہوں سے پاکیزہ عملی زندگی کو سنوارنے کے لیے بیعت کو بطور شرط قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعی عہد پر اگر غور و محض کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اہم مواقع پر بیعت لی ہے جب کہ عام حالات میں مجرور و عہد و پیمان کو کافی سمجھا گیا حتیٰ کہ مسلمان ہونے والے کے لیے بھی اوبسا اوقات فعل بیعت کو ضروری نہیں سمجھا گیا قصہ شامتہ بن اہل اس امر کی واضح مثال ہے لہذا بندے کو چاہیے کہ عملی زندگی کو سدھارنے کے لیے تعلق باللہ پر انحصار کر کے اس کو مضبوط تر بنانے کی ہر لمحہ سعی کرتا رہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج 1 ص 775

محدث فتویٰ

